P. O. RGD. No. A 822

# ہماری زبان

انجمن ترقی اُردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے — سالانہ چندہ دو روپے

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| جلد ۱۰ | یکم فروری سنہ ۱۹۵۱ء | (ایڈیٹر) قاضی عبدالغفار | ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۰ ہجری | نمبر ۲۷ |


## کچھ گزری ہوئی باتیں

### راشٹر بھاشا کا نام

ایک مسلمان دوست جو اپنے کو پرانا کانگریسی کام کرنے والا کہتے ہیں مجھے لکھتے ہیں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے اس بارے میں کانگریس کے پاس کئے ہوئے ریزولیوشن میں ہندی نہیں بلکہ ہندستانی نام رکھا گیا ہے ۔ آپ خود بھی اپنی تمام تقریروں میں اور تحریروں میں ہمیشہ ہندستانی لفظ کا ہی استعمال کرتے رہے ہیں ایسی حالت میں یہ ایک افسوس کی بات ہے کہ بہت سے کانگریسی **کانگریس کے پرستاو کی عزت نہ کرتے ہوئے' ہندی نام ہی استعمال کرتے رہتے ہیں ۔** اس غلط لفظ کے استعمال سے کانگریس کے ماتحت کام کرنے والے مختلف فرقوں یا منڈلوں میں بہت غلط فہمی پھیل گئی ہے ۔ **میرے خیال میں ہر ایک کانگریسی کو چاہئے کہ راشٹر بھاشا کا ذکر کرتے وقت وہ ہندی یا اردو میں سے**

---

**کسی کو کہیں استعمال نہ کرے بلکہ ہندستانی لفظ کا استعمال کرے۔**

میں اس سمجھاؤ کو سچے دل سے منظور کرتا ہوں ۔ راشٹر بھاشا کا ایک ہی نام ہے اور وہ ہے 'ہندستانی'

**م ۔ ک ۔ گاندھی**

( سیگاؤں ۔ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۳۸ء )

---

## کچھ اپنی باتیں

### ضرورت ہے ۔ ایک اجتماع کی

دہلی اور آترپردیش کی ریاست اردو زبان کا وطن ہے ۔ لیکن اردو زبان اسوقت اپنے وطن ہی میں بہت زیادہ بیوطن ہو رہی ہے ۔ وہ لوگ غلطی کرتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی اردو ہندی کا جھگڑا ہے ۔ کوئی ایسا جھگڑا ہم اوسے اٹھنے نہیں ۔ ہندی راج بھاشا ہے اور اسکا یہ مقام ہمیں تسلیم ہے ۔ بلکہ ہم تمام اُن لوگوں سے جنکی مادری زبان اردو یا ہندستانی ہے بار بار کہتے رہے ہیں کہ راج بھاشا کا سیکھنا انکا فرض ہے ۔ لیکن اسی کے

ساتھہ ہمارا یہہ عقیدہ بھی مضبوط ہے کہ ملک کی تمام زبانوں کو جنہیں ہمارے دستور نے تسلیم کیا ہے آزادی کے ساتھہ ترقی کرنے کا حق حاصل ہے اور ہونا چاہئے، کسی زبان کو خواہ وہ راج بھاشا ہی کیوں نہ ہو یہہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی ترقی کے لئے دوسری زبانوں کی ترقی کا راستہ روکے - خواہ وہ تلنگی ہو یا ٹامل یا بنگالی یا مرہٹی یا اردو، ہر زبان کو ہمارے دستور نے اپنے طریقے پر ترقی کرنے اور پھیلنے کا حق دیا ہے - لیکن واقعات سے یہہ حقیقت واضح ہوتی جاتی ہے کہ اترپردیش میں "جدید ہندی" کے تنگ نظر حامی اپنی بنائی ہوی زبان کی کمزوری کو محسوس کر کے اور یہہ جان کر کہ اردو اور ہندستانی ابھی تک عوام میں انکی گھڑی ہوئی زبان سے بہت زیادہ مقبول ہے، ہندی کی تعمیر سے زیادہ اردو کی تخریب کو ضروری سمجھہ رہے ہیں اور اس سازش میں حکومت کے بعض ماتحت عہدہ دار بھی شامل ہو گئے ہیں جو حکومت کی پالیسی کے خلاف اردو زبان کے راستے روکنے کی تدبیریں اختیار کرتے ہیں - ہندی کے ان حامیوں کا رجحان اب دوسری علاقہ واری زبانوں کے متعلق بھی کچھہ ایسا ہی ہوتا جارہا ہے - چنانچہ جنوبی ہند کے لوگوں کو یہہ شکایت پیدا ہو چلی ہے کہ انکی زبانوں کے نشو و نما پر ہندی کو مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، ان زبانوں سے ٹکر لیکر جدید ہندی کے تنگ نظر حامیوں کا دامن کن کانٹوں میں الجھیگا اس سے تو ہمیں بحث نہیں لیکن اردو کے متعلق یہہ لغو فیصلہ کر کے کہ وہ کسی علاقہ کی زبان نہیں اس زبان کی جڑیں کاٹنے کا جو بہانہ اختیار کیا جارہا ہے اس سے ان حضرات کا یہہ خوف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک اردو اور اسکی آسان شکل ہندستانی میدان میں رہیگی انکی بنائی ہوئی جدید ہندی کا چراغ روشن نہ رہ سکیگا - یہہ احساس کمتری اس مخالفت کی روح ہے جو اترپردیش میں اردو زبان کی کی جاری ہے!

لیکن ہر عوامی زبان کی عمارت عوام کی پسند اور تائید پر قائم ہوتی ہے - کوئی سرکاری زبان بھی کسی عوامی زبان کو اسکی جگہ سے نہیں ہٹا سکتی اس لئے کہ اسکی جڑیں عوام کی تہذیب میں اپنی جگہ بنا چکی ہیں - اس کلیہ کو تسلیم کرنے کے بعد سرکاری اور عوامی زبان کا ٹکراو ضروری نہیں - لیکن حقیقت یہہ ہے کہ اسوقت خود اردو زبان کی عام مقبولیت ہی اسکے لئے مشکلات پیدا کررہی ہے

گلہ صیاد کا اے بلبل خوش لہجہ نہ کر

تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

لیکن مخالفتوں کا یہہ عارضی جوش وخروش زیادہ عرصہ قایم نہیں رہ سکتا اگر ہم زبان کے مسئلہ کو فرقہ واری جذبات سے بچا کر ایک اجتماعی محاذ پر آگے بڑھائیں - اسوقت اترپردیش کے ۵۰ ہزار سے زیادہ مدرسوں میں سے بہت سے مدارس میں ماتحت عہدہ داروں نے کسی نہ کسی بہانے اردو کی تعلیم کا انتظام ختم کردیا ہے اور قدرتاً جن بچوں کی مادری زبان اردو ہے وہ اور انکے ماں باپ (ہندو اور مسلم دونوں) اس صورت حال سے سخت آزردہ اور پریشان ہیں - مرکزی انجمن اور اسکی شاخیں اپنے اپنے مقام پر اس صورت حال کی اصلاح کی جو کوشش کرتی رہی ہیں اس سے ابھی تک کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہوا اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ اس جدو جہد کا ایک اجتماعی محاذ قایم کیا جائے اور اس مسئلہ میں دلچسپی لینے والے ذمہ دار اصحاب کو ایک جگہ جمع کیا جائے، اور انکے مشورے سے کوئی دستور العمل بنایا جائے -

انجمن اس مسئلہ کی اہمیت سے ایک لمحہ

کے لئے بڑی فال نہیں رہی ہے۔ اسکے بعض نادان دوست صرف اس بنا پر انجمن کی بے عملی کا شکوہ کرتے ہیں کہ اس قسم کی اندرونی کوششوں کی کوئی تشہیر نہیں کی جاتی وہ نہیں جانتے کہ بعض اوقات اس قسم کے کاموں میں بے محل اور بے وقت تشہیر فائدے کے بجائے نقصان کا باعث ہوا کرتی ہے۔ البتہ اب جبکہ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ زبان کے مسئلہ پر اپنی جد و جہد کو وسعت دیں تو اس بارے میں انجمن اور اسکی شاخوں اور ملک کے دوسرے با اثر اداروں کی تمام جد و جہد سامنے آجائیگی۔ اس معاملہ میں جمیعۃ علماء نے اسوقت تک جو جد و جہد کی ہے وہ یقیناً قابل تحسین ہے اور ہم شکر گذاری کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں کہ جمیعۃ نے انجمن کے ساتھ بھی ہر موقعہ پر تعاون کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق ہر کام میں انجمن کو جمیعۃ کی پوری تائید حاصل ہوگی۔ اس بارے میں ضروری تجاویز کا اعلان اہل الرائے کے مشورے کے بعد کیا جائیگا۔ اس عرصہ میں ملک کے تمام اداروں اور اردو زبان کے ہمدردوں سے ہماری استدعا ہے کہ وہ متفرق کوششوں اور جلسوں میں اپنی قوت کو منتشر کرنے کے بجائے انجمن کی تحریک کا ساتھ دیں اور اسی کو اپنی تمام کوششوں کا مرکز بنائیں، ہم ملک کے ہر مکتب خیال کے نمایندوں کو اس مشورت میں شرکت کی دعوت دینگے۔ اس وقت اس ضروری کام کے لئے الگ الگ حلقے بنانا اور جدا جدا پلیٹ فارم سے آواز بلند کرنا عوام کے خیالات میں انتشار پیدا کرسکتا ہے اور یہہ انتشار بنیادی مقصد کے لئے بہت مضر ہو سکتا ہے۔

---

### انجمن کے نام سے چندے

ہمیں یہہ اطلاعیں مل رہی ہیں کہ بعض اضلاع میں ایک مجوزہ کانفرنس کے لئے انجمن کے نام سے چندے وصول کئے جارہے ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ اگر ایسا ہو رہا ہے تو کون لوگ ایسا کر رہے ہیں، لیکن اس قسم کی خبروں سے جو غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اسکا سد باب کرنے کے لئے اس بات کا اعلان کر دینا ضروری ہے کہ مرکزی انجمن کا کوئی تعلق کسی کانفرنس یا مشاعرہ کی تحریک سے نہیں ہے اور نہ انجمن نے کسی شخص کو اس غرض سے یا کسی دوسری غرض سے چندہ جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔ جب کبھی کوئی ایسی اجازت دی جائیگی یا انجمن کسی اجتماع کا فیصلہ کریگی تو اسکا اعلان سب سے پہلے "ہماری زبان" میں شائع ہوگا۔

اتر پردیش میں اردو زبان کی تعلیم کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بعض اصحاب نے ایک اجتماع کی تجویز اسوقت انجمن کے سامنے رکھی ہے اسکا ذکر اسی اشاعت کے اداریہ میں کیا گیا ہے اور اسکی تفصیلات کا اعلان بھی عنقریب کیا جائیگا لیکن اسوقت تک تو انجمن کو کسی اجتماع کی تحریک سے کوئی تعلق نہیں، اور ہماری رائے میں یہہ مناسب اور مفید بھی نہیں کہ مرکزی ادارے سے قطع نظر کر کے ایسے متفرق اجتماعات کا انتظام کیا جائے اور اسطرح اہل خیر کے چندوں کا روپیہ ضایع ہو اور زبان کی اہم تحریک میں انتشار اور لامرکزیت پیدا ہو جائے۔

---

### شکریہ

مخطوطات کی جلد بندی کے لئے میری اپیل پر سب سے پہلے انجمن کے جن معروف اور اردو زبان کے مخلص سرپرست نے توجہ فرمائی وہ دہلی کے رئیس اعظم اور علم و ادب کے فیاض معاون **شری شنکر لال جی** ہیں، جنھوں نے میری اپیل کے وصول ہوتے ہی مجھے دو سو روپیہ کا چک بھیج دیا۔ مجھے یقین ہے کہ انجمن کے ساتھ شری شنکر لال جی کی ہمدردی اور دلچسپی کا یہہ صرف پہلا ہی قدم ہے۔

خورجہ کے **سعید صاحب** نے چند قدیم کتابیں انجمن کے کتاب خانہ کو عطا فرمائی ہیں ۔ یہہ علمی عطیہ اور بھی زیادہ گرانقدر اس لئے ہے کہ وہ انجمن کے ساتھہ سعید صاحب کی مخلصانہ ہمدردی اور دلچسپی کی علامت ہے ۔ اگر زبان و ادب کے دوسرے معاونین بھی سعید صاحب کی اس فیاضی کو اپنے لئے مثال بنائیں تو نہ صرف انجمن کے کتاب خانہ میں قابل قدر اضافہ ہو سکتا ہے بلکہ اسطرح بہت سی غیر محفوظ کتابیں محفوظ کی جاسکتی ہیں ۔ انجمن کے کتاب خانے میں ہم اُن منتشر ذخایر کو سمیٹ لینا چاہتے ہیں جو ادھر ادھر پڑے ہوئے ہیں اور محض شخصی ملکیت ہونے کی وجہ سے محفوظ نہیں ہیں ۔ انکو قومی ملکیت بنا کر ہم ہمیشہ کے لئے محفوظ کر سکتے ہیں اور اُن سے انجمن کے کتاب خانے میں اہل علم اور ارباب ذوق وہ فایدے حاصل کر سکتے ہیں جو شخصی ملکیت کی حالت میں حاصل نہیں کر سکتے ۔

## اور معذرت

مجھے بہت سے دوستوں اور انجمن کے ہمدردوں سے معذرت کرنی ہے ۔ سب سے پہلے تو محترمہ حمیدہ سلطانہ اور ان کے شرکا کار سے عذر خواہ ہوں کہ کئی مرتبہ معین تاریخ کے بعد دہلی نہ پہنچ سکا اور دہلی کی شاخ کا افتتاح نہ کر سکا ۔ آخری مرتبہ شروع جنوری میں اپنی علالت سے کچھہ مہلت پا کر دہلی پہنچا، انجمن کی شاخ کے افتتاح کی تاریخ مقرر ہوئی اور میں خوش تھا کہ اس دفعہ بار بار وعدہ خلافی کے بعد دہلی میں انجمن کے اُن عالی حوصلہ ہمدردوں سے ملاقات ہوگی جو تمام تباہیوں کے بعد بھی اردو کا چراغ جلائے بیٹھے ہیں، کچھہ اپنی کہونگا، کچھہ ان کی سنونگا اور دہلی میں انجمن کی تحریک کا کوئی پروگرام بنایا جاسکیگا، لیکن اب کی دفعہ بھی یہہ مسرت مقسوم نہ تھی ۔ بیماری کے ناگہانی حملے نے سارا نظام العمل درہم وبرہم کردیا ۔ جن احباب کے لئے میری یہہ ناگہانی علالت مایوسی اور زحمت کا باعث ہوئی اُن سے میں شرمندہ ہوں ۔

یہی صورت میرٹھ کے احباب کے ساتھہ پیش آئی ۔ بار بار میرے ارادے خرابی صحت کے باعث ملتوی ہوتے رہے اور جب دہلی کے سفر کے سلسلہ میں میرٹھ جانے کا قصد کیا تو پھر ناگہانی علالت نے آگے نہ بڑھنے دیا ۔ جو احباب اور اردو زبان کے حامی بار بار علی گڈھ تشریف لائے اور جنھوں نے بار بار مجھے خطوط لکھے اور جن سے میں نے بار بار وعدے کئے اُن سب کے روبرو میں عذر خواہ ہوں ۔

اسی طرح خورجہ کے احباب کا گناہ گار ہوں جن سے میں نے انجمن کی شاخ کے افتتاح کا وعدہ کیا اور عین وقت پر دہلی میں اپنے بستر علالت کے اندر مقید پڑا رہا ۔ اپنے فرض کی انجام دہی میں میرا یہہ قصور زندگی کی بے بسی اور ناچاری کا ایک سبق آموز نمونہ ہے اور بار بار مجھے شاعر کی وہ بات یاد آتی ہے کہ

"ناحق ہم مجبوروں پر تہمت ہے مختاری کی"

جہاں تک میرے ارادوں کی صداقت کا تعلق ہے میں قصوروار نہیں ہوں، لیکن میرے ارادوں کی ناکامیوں سے جو زحمت دوسروں کو ہوئی اور ایک ضروری تحریک کو جو نقصان پہنچا، اُس کا الزام ناچار اپنے ہی ذمہ رکھنا ہوگا ۔ اس زندگی کے کھیل میں ہم سوچتے کچھہ ہیں اور ہوتا کچھہ ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ بساط پر ہمارے ارادوں اور خواہشوں کے سب مہرے ہمارے ہی تابع ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے ۔

محمد عبدالغفار

## انجمن ترقی اردو مراداباد کا مطالبہ

انجمن ترقی اردو شاخ مراداباد نے حکومت یو ۔ پی سے مطالبہ کیا ہے کہ اردو کی تعلیم

ہائی اسکول تک مادری زبان کی حیثیت سے لازمی قرار دی جائے۔ اس سلسلہ میں ایک قرار داد منظور کی گئی جو حسب ذیل ہے:

"انجمن ترقی اردو کا یہ اجلاس اس صوبہ کے کروڑوں باشندوں کی مادری زبان اردو کا جو ان کے گھروں میں مستعمل ہے اور جو صوبہ کے ہر حصہ اور ہر گوشہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے لحاظ کرتے ہوئے حکومت کے شعبۂ تعلیم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہائی اسکول تک اردو کی تعلیم مادری زبان کی حیثیت سے لازمی قرار دی جائے۔"

---

# ہلکے ہلکے اشارے

............ اتر پردیش کی اسمبلی کے ایک ممبر نے وزیر تعلیم سے سوال کیا کہ کتنے مدرسوں اور مکتبوں میں اردو تعلیم بند ہوئی ہے، آنریبل وزیر نے جواب دیا کہ اس ریاست میں ۳۰ ہزار پرائمری اسکول اور ۳ ہزار مڈل اسکول ہیں۔ اتنی بڑی تعداد کے متعلق معلومات فراہم کرنے میں وقت صرف ہوگا۔ مگر ایک ضمنی سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر صاحب نے فرمایا کہ مدارس سے اردو کو خارج کرنے کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا گیا!

............ پھر بھی لوگ کہتے ہیں کہ ہزارہا مکتبوں اور مدرسوں میں اردو کی تعلیم کا انتظام ختم کیا جاچکا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ وزیر صاحب کی بات بھی جب وہ کہتے ہیں کہ کوئی ایسا حکم نہیں دیا گیا اور ان لوگوں کی بات بھی جن کے بچوں کو اب مدرسوں میں اردو پڑھنے کی کوئی آسانی میسر نہیں آتی۔ ان دونوں سچی باتوں کے درمیان کہیں کوئی فریب اپنے منہ پر پردہ ڈالے بیٹھا ہے اور وزیر صاحب کا یہ فرض ہے کہ اس چور کو پکڑیں! کیا عجب ہے کہ وہ گھر ہی میں مل جائے۔

---

............ امریکہ کی نیشنل جاگرفک سوسائٹی نے زبانوں کے پھیلاؤ کا جائزہ لیکر بتایا ہے کہ دنیا میں انگریزی زبان کو ۲۶ کروڑ آدمی بولتے ہیں۔ اور ۱۶ کروڑ ہندستانی زبان بولتے ہیں اور ساڑھے چودہا کروڑ روسی اور ساڑھے گیارہ کروڑ اسپینی زبان بولتے ہیں۔

............ آخر یہ ہندستانی زبان اس جائزہ میں کہاں سے آن کھسی؟ خود ہماری ریاست میں بلکہ ہمارے تمام ملک میں اس نام کی کسی زبان سے کوئی واقف نہیں! بلکہ ایک دفعہ "باپو" نے یہ نام تجویز بھی کیا تھا تو ان کے عقیدت مند مریدوں نے اس نام کو ملک کے دستور میں بھی لکھنا پسند نہ کیا! اب رہی اردو سو اس کا کیا ذکر! اس کا تو کوئی وطن ہی باقی نہیں!!

---

............ زبان کے متعلق راجہ جی کے خیالات بعض حلقوں میں ناپسندیدہ سمجھے جاتے ہیں۔ پھر بھی راجہ جی کچھ نہ کچھ کہے چلے جاتے ہیں۔ لکھنو یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم انعامات کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے زبان کے مسئلہ پر چند معنی خیز اشارے کئے۔ مثلاً انہوں نے فرمایا کہ "میں نہایت زور کے ساتھ کہونگا کہ ایسے مسایل میں خیالات کی کرختگی اور خود ساختہ اصولوں پر اصرار کرنے سے بچنا چاہئے۔ ہمیں خود اپنے طریقہ کار کی خرابیوں سے قطع نظر نہ کرنی چاہئے۔ **ہمیں، جو کچھ بن چکا ہے اور جس صورت میں بھی بن چکا ہے اوسے برباد نہ کرنا چاہئے سوائے اس صورت کے کہ ہمیں یقین ہو کہ ہم جو کچھ برباد کرینگے اس کی قایم مقام کوئی چیز وقت ضایع کئے بغیر بنالینگے"**

............ زبان کے مسئلہ میں اگر عقل کی باتوں کی کچھ گنجایش باقی ہے تو راجہ جی کے یہ اشارے بہت دور رس ہیں!

---

............ ہندی ساہتیہ سمیلن کے سالانہ اجلاس میں سمیلن کے صدر شری ودیالنکر نے کہا کہ

"میں ہندی کے پریمیوں کو ادب کے ساتھ تنبیہ کرتا ہوں کہ وہ ایک بکھری ہوئی آبادی کی کثرت تعداد کے دباؤ پر بھروسہ نہ کریں۔ایسا کرنے سے انتشار پیدا ہوگا اتحاد پیدا نہیں ہوسکتا، ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہزارہا برس تک اس ملک میں بہت سی زبانیں ہندی کے پہلو بہ پہلو ترقی کرتی رہی ہیں اور ہندی اپنی بالا دستی کے زور سے انمیں سے کسی زبان کو نکال نہ سکی ..... ناشائستہ عجلت سے کام نہ لیجئے۔"

.........یہہ تو آپ سمجھ گئے ہونگے کہ اس بحث میں کوئی سوال اُردو یا ہندستانی کا نہیں، بلکہ ڈر ہے ملک کی دوسری علاقہ واری زبانوں سے ہندی والوں کے ٹکرا جانے کا!

.........کانپٹی میں ایک فی البدیہہ مشاعرے کا آغاز ہوا ہے یعنی شعراء کام برسر میدان کسی مصرعہ طرح پر شعر کہہ فرماتے ہیں اور اپنا کمال دکھاتے ہیں۔شکایت یہہ ہے کہ بہت سے شعرا اس موقعہ پر غائب ہوگئے۔ جب آٹا گوندھا ہوا موجود نہ تھا تو چپاتیاں کیسے پکتیں!

.........لیکن سوال یہہ ہے کیا ابھی تک شاعری کا معیار ان ہی قدیم اصطلاحوں کا پابند ہے؟ اور کیا فی البدیہہ کہنا واقعی شاعری کا کوئی کمال ہے؟ یہہ اکھاڑا نظم نگاروں کا تو ہوسکتا ہے لیکن شاعروں کا نہیں ہوسکتا!!— البتہ ایجاد بندہ ضرور ہے!!

## میرا گھر

(کنول پرشاد کنول)

میرے گھر کا حال نہ پوچھو، جینا ہے جنجال نہ پوچھو
میرے گھر کا حال نہ پوچھو!
گھر والے ہی گھر کے دشمن
دو رنگی دھرتی کے کارن ہے بھائی بھائی میں اَن بن
کیا پھیل رہا ہے گھر گھر مانوتا کا کال نہ پوچھو
میرے گھر کا حال نہ پوچھو!
ڈاکو اپنا گھر بھرتے ہیں
بستی دیکھو کنگالوں کی آپس میں کٹ کٹ مرتے ہیں
اس بستی کی بھینٹ چڑھیگا گھر کا کتنا مال نہ پوچھو
میرے گھر کا حال نہ پوچھو!
راکھ ہوئے کتنے انگارے
میرے سونے سے امبر میں ڈوب گئے کتنے ہی تارے
میرے آنگن میں دم توڑیں کے کتنے بنگال نہ پوچھو
میرے گھر کا حال نہ پوچھو!
چھوٹے کنکر چھوٹے پتھر
مت پوچھو کب تک یوں بیچے جائینگے میرے گھر کے جوہر
مول بکیں گے کوڑی کوڑی کب تک میرے لعل نہ پوچھو
میرے گھر کا حال نہ پوچھو!
لٹی لاج لہو ٹپکاتی
گھائل ممتا اپنے خون سے دسوں دشاؤں کو نہلاتی
پر ان نرلج آنکھوں کے ڈورے کب ہونگے لال نہ پوچھو
میرے گھر کا حال نہ پوچھو!

# انجمن کی خبریں

## دہلی

آردو مجلس (انجمن ترقی آردو صوبہ دہلی) کی پندرہ روزہ نشست زیر صدارت منشی عبدالعزیز صاحب منعقد ہوئی" سب سے پہلے منشی گوپی ناتھ امن لکھنوی نے دلی اور آردو کے متعلق تقریر کی اس کے بعد جگناتھ آزاد، طالب دہلوی، گلزار دہلوی، عزیز وارثی، مست کشمیری، گوپال متل وغیرہ نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ سامعین میں قابل ذکر مسٹر فخر الدین سابق وزیر آسام اور آن کی بیگم تھیں آئندہ نشست ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۵۱ع بوقت ۴ بجے شام علی منزل میں منعقد ہوگی' انجمن کے اراکین نے یہ طے کیا کہ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۵۱ع کو یوم غالب منایا جائے' جس کا افتتاح حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد اور صدارت ڈاکٹر ذاکر حسین فرمائیں گے۔

## خورجہ

خورجہ — ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۵۱ "ادبی سوسائٹی" کے زیر اہتمام ۶ جنوری سنہ ۱۹۵۱ع کو "کلاسیکی مافات" کے عنوان سے ایک عظیم الشان مشاعرہ (ادبی اجتماع) جسکی تیاریاں نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کی گئیں تھیں، کوٹھی خانبہادر ڈپٹی عبدالصمد صاحب میں منعقد ہوا پروگرام کے مطابق ۸ بجے شام "بزم مقالات" کی نشست حضرت نوح ناروی کی صدارت میں ہوئی جسمیں جناب خلیل الرحمن صاحب آعظمی نے "آردو کی عشقیہ شاعری اور لب و رخسار" کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا اسکے بعد انجمن ترقی آردو کی شاخ اور عامی نمائش کا افتتاح جناب خیر بہوروی صاحب نمائندہ خصوصی انجمن ترقی آردو ہند نے فرمایا۔ ساڑھے ۸ بجے شب جناب کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی سحر کی صدارت میں مشاعرہ کا آغاز ہوا۔ ہندوستان کے دیگر مقامات سے بھی بیشتر اصحاب مشاعرہ سننے کی غرض سے تشریف لائے" ملک کی مایہ ناز ہستیوں میں سے مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن صاحب — حافظ محمد ابراہیم — (وزیر یو پی) سردار نجیب اللہ خان سفیر افغانستان۔ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خانصاحب (وائس چانسلر) سوہنکر لال بی بھٹکر آف دہلی — پنڈت کیفی دتاتریہ۔ پنڈت کشن پرشاد کول — مولانا عبدالماجد دریاآبادی — سید محی الدین زور قادری — پروفیسر عبدالشکور — پروفیسر سید احتشام حسین رضوی — روش صدیقی وغیرہ حضرات نے اپنے گراں قدر پیغامات بھی ارسال فرمائے جو پڑھکر سنائے گئے' باہر سے تشریف لانے والے شعرائے کرام میں حضرت نوح ناروی حضرت انور صابری — ابر احسنی گنوری — مولانا شفاء ندوی — اشرف بھوپالی — بسمل شاہجہان پوری — گلزار دہلوی۔ اظہار ملیح آبادی عزیز وارثی پھلواڑی — خان غازی کابلی — کوثر قریشی — حفیظ میرٹھی — تاج زبیری قابل ذکر ہیں — اس اجتماع کے سلسلے میں جناب رائیصاحب لالہ شیام لال — جناب میجر محمد مصطفےٰ خانصاحب چیف میکینیکل انجنیر — جناب سید ذوالفقار علی صاحب — جناب بابو علی حسین صاحب — اوورسیر — جناب سید حسن صاحب کلاوٹھی — جناب قاضی سید فضل اللہ صاحب طرب لائق تحسین و مبارکباد ہیں جنکی مخلصانہ رہنمائی' اعانت و تعاون نے مشاعرہ کو کامیاب بنایا — نیز جناب شری جمیل احمد صاحب انجنیر کو بھی نہیں بھلایا جاسکتا جنہوں نے ایک جگمگاتا ہوا ہوٹل قایم کرکے بیرونی و مقامی شعراء و معزز سامعین کی خاطر و مدارات فرمائی اور جملہ مہمانان مشاعرہ خوشگوار تاثرات کے ساتھ رخصت ہوئے!

---

## حیدر آباد

انجمن ترقی آردو (حیدرآباد) کی طرف سے ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ع کو ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب کے اعزاز میں ایک عصرانہ ترتیب دیا گیا — اس موقعے پر شہر حیدرآباد کے مشہور اور ممتاز ہندو اور مسلمان اصحاب کافی تعداد میں جمع ہوگئے تھے۔

مقامی انجمن کے اعزازی معتمد حبیب الرحمن صاحب نے ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب کا خیر مقدم کرتے ہوئے ملک و ملت کے لئے ان کی خدمات پر خراج تحسین ادا کیا۔ ڈاکٹر صاحب کی بنیادی تعلیم کی اسکیم کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ہندوستان جیسے غریب

اور کثیر آبادی والے ملک کی تعلیم کا مسئلہ اسی کے ذریعہ سے حل کیا جاسکتا ہے۔ اردو زبان کے لئے ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہہ ایک خوش قسمتی کی بات ہے کہ موجودہ نازک دور میں مرکزی انجمن ترقی اردو کی صدارت پر ڈاکٹر صاحب جیسی شخصیت فائز ہے۔ اردو زبان کی موجودہ دشواریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حبیب الرحمن صاحب نے کہا کہ ہمیں مایوس نہ ہونا چاہئے بلکہ عزم و استقلال کے ساتھہ تمام مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہہ سوچنا چاہئے کہ بدلے ہوئے حالات میں اردو کی ترقی اور اشاعت کے لئے ہمیں کیا تدبیریں اختیار کرنی چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد میں Regional یعنی خطہ واری زبانوں کے متعلق اکثر چرچا کیا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں یہہ ضروری ہے کہ تلنگی، مرہٹی، کنڑی کے ساتھہ اردو کو بھی ایک خطہ واری زبان تسلیم کیا جائے کیونکہ اس کے بولنے والوں کی یہاں بہت بڑی تعداد موجود ہے۔

اردو زبان کے متعلق تمام اندیشیوں کو غلط بتاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اردو کے حامیوں کو اس کے مستقبل کے متعلق متفکر اور پریشان نہ ہونا چاہئے، اردو ملک کی ایک اہم زبان ہے جس کا خود حکومت ہند کو بھی اعتراف ہے اور جس کی اہم حیثیت کو دستور ہند میں تسلیم کرلیا گیا ہے۔ اردو کے ساتھہ حکومت کی عملی ہمدردی کا یہہ ثبوت ہے کہ سرکار ہند اور سرکار حیدرآباد دونوں کی طرف سے مرکزی انجمن کو معقول مالی امداد دی جاتی ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب نے مقامی انجمن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ تعلیمی اعتبار سے خطہ واری زبان کا تصور صحیح نہیں ہے۔ ایک علاقے میں کئی زبانیں ہوسکتی ہیں جیسا کہ ہندوستان کے اکثر صوبوں میں ہیں۔ لہذا صحیح تصور صرف مادری زبان کا ہے۔ اس لئے کوشش یہہ ہونی چاہئے کہ تمام تعلیم مادری زبانوں میں دی جائے اور اگر حیدرآباد میں ایسے لوگوں کی بڑی تعداد موجود ہے جن کی مادری زبان اردو یا ہندی یا ہندوستانی ہے (میں ان تینوں کو حقیقتاً ایک ہی زبان سمجھتا ہوں) تو کوئی وجہ نہیں کہ دوسری زبانوں کے ساتھہ اردو میں بھی اعلی تعلیم کا انتظام نہ ہو۔ حیدرآباد کے اندر یا تو آپ کو ان چاروں زبانوں میں تعلیم دینی پڑے گی یا پھر ان چاروں کو چھوڑ کر کوئی اور زبان اختیار کرنی پڑے گی۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں جب کبھی لوگوں کو اردو زبان کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے سنتا ہوں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ گویا کسی لڑائی کے محاذ کی گفتگو سن رہا ہوں۔ ممکن ہے کہ یہہ بعض پچھلے واقعات کا نتیجہ ہو۔ لیکن حقیقت میں زبان کی ترقی لڑائیوں سے نہیں ہوتی۔ زبان کا مستقبل اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ اچھی طرح سے بولی اور سمجھی جائے۔ اور اس کے ادیب اور شاعر اس زبان میں اچھی اچھی چیزیں لکھیں جو عوام میں مقبول ہوں۔ ہم اردو کی ترویج تو چاہتے ہیں لیکن اس کو فروغ دینے کی کوشش نہیں کرتے۔ انہوں نے اردو کے حامیوں کو مشورہ دیا کہ وہ اردو زبان کی روایتی رواداری کو قائم رکھیں بلکہ آگے اور آگے بڑھائیں۔ ہم اردو کو عربی یا فارسی بنائیں گے تو وہ مٹ جائے گی۔ اردو میں کوئی لفظ اچھوت نہیں ہے اور اس میں مختلف زبانوں کے الفاظ اپنا لیے گئے ہیں، یہی وسیع النظری دراصل اردو کی بڑی قوت ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اردو کی اس خصوصیت کو ہاتھہ سے نہ چھوڑیں۔ اس میں نئے نئے علوم و فنون کی کتابیں لکھیں۔ نئے نئے خیالات اس میں ہوں اور پکے ارادے کے ساتھہ صحیح راہ پر چلتے رہیں۔ جو دقتیں آج پیش آرہی ہیں وہ خود بخود رفع ہوجائیں گی۔

یہہ دلچسپ تقریب ایک گروپ فوٹو پر ختم ہوئی۔

---

## ضروری اعلان

خریداران اخبار کو ایک مرتبہ اور مطلع کیا جاتا ہے کہ جن اصحاب کا چندہ خریداری کے ختم ہونے کا اعلان یکم جنوری سنہ ۱۹۵۱ ع کے پرچہ میں کیا گیا تھا وہ اگر فوراً دفتر کو اطلاع نہ دینگے کہ آیا وہ منی آرڈر سے چندہ بھیج رہے ہیں یا وی۔پی طلب کرینگے یا خریداری ختم کردینا چاہتے ہیں تو آئندہ اشاعت سے آنکا پرچہ بند کردیا جائیگا۔

منیجر

## کلیان

بزم فروغ ادب کی افتتاحی مجلس شعر زیر صدارت پروفیسر واقف مراد آبادی ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۵۰ع کی شب میں منعقد ہوئی۔

خطبۂ صدارت کے بعد شبنم اکبر آبادی سکریٹری بزم فروغ ادب لائبریری نے روئداد کارگزاری پڑھی مندرجہ ذیل شعرائے کرام نے شرکت فرمائی ہے۔

(۱) پروفیسر واقف (۲) صبا افغانی (۳) سلامت خیر آبادی (۴) محمود درانی (۵) سعید فلسفی (۶) بیتاب بھوڑی (۷) مہر ٹھانہ (۸) فیضی نظام پوری (۹) شمیم گونڈوی (۱۰) فرحت گونڈوی (۱۱) محفوظ رام پوری (۱۲) ناز کلیانی (۱۳) انور فاروق (۱۴) حریف سوز (۱۵) صدیق فائکے (۱۶) عظیم کلیانی (۱۷) تسلیم بھوڑی (۱۸) عاقل امرناتھ (۱۹) محمود کلیانی (۲۰) خالد کلیانی (۲۱) مخفی کلیانی۔

---

۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۵۰ع کو یوم اقبال کا جلسہ زیر صدارت عالی جناب خان صاحب محمد طاہر جے۔پی-ایم-بی-ای، سینٹ ڈیوریس کالج میں منعقد ہوا۔

جلسہ کا آغاز شاعر مشرق کے مقبول عام نظم "روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے" سے ہوا۔

بعد میں "اقبال اور ہندوستان" سے متعلق ایک خاکہ پیش کیا گیا، جس میں ہندوستان کے متعلق اقبال کے "تصورات" کو پروفیسر نظام الدین ایس گوریکر ایم-اے نے کامنٹری کی صورت میں نشر کیا۔ اس میں اے ہمالہ، ترانۂ ہندی اور نیا شوالہ جیسی ہر دل عزیز نظمیں طلبہ نے پیش کیں۔

خان صاحب نے اردو پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی اور بزم ادب اردو کی کارگزاریوں کو سراہتے ہوئے لوگوں سے استدعا کی کہ وہ "بزم ادب اردو" کے کارکنوں کی ہر ممکن اعانت کریں۔

پروفیسر گوریکر نے اپنی استقبالیہ تقریر میں بزم ادب اردو کی خدمتوں کا ذکر کیا اور ساتھ ہی علامہ اقبال اور نوجوانان سے متعلق ایک عالمانہ تقریر فرمائی "اظہار ممنونیت" کے بعد اردو ڈرامے اور فیچرس اسٹیج کئے گئے۔

میر غیاث الدین چودھری

صدر مجلس فروغ ادب کلیان

---

## گوپامئو

آج بر مکان سید رشید احمد صاحب پردھان حسب تحریک حافظ حکیم ناظم حسین صاحب فاروقی ایک خصوصی جلسہ منعقد ہوا۔ حکیم صاحب موصوف نے اپنی مختصر سی تقریر سے گوپامئو میں انجمن ترقی اردو کے قیام کے لئے حاضرین جلسہ کو ترغیب دیکر آمادہ کیا چنانچہ اسی وقت ۳۰ حضرات نے بخوشی اپنے نام انجمن مذکور کی رکنیت میں درج کرا کر فیس جمع کر دی۔ حسب ذیل اصحاب عہدہ دار چنے گئے:-

صدر: جناب حکیم حافظ ناظم حسین صاحب،
سکریٹری: سید جمیل احمد صاحب زمیندار اور شیخ عبدالمجید صاحب سوداگر خزانچی، نیز طے پایا کہ سکریٹری صاحب صدر انجمن سے درخواست کی جائے کہ اس شاخ کا مرکز سے الحاق کرلیں۔

انجمن ترقی اردو ہند کا سہ ماہی رسالہ بڑے انتظار کے بعد بالآخر اردو ادب کے نام سے نکل آیا، گو حالات کے اعتبار سے اس کا رنگ پرانے رسالہ اردو سے کسی قدر مختلف ہے لیکن یہہ دیکھکر مسرت ہوئی کہ علمی و ادبی حیثیت سے وہ اپنے پیشرو کا پورا بدل ہے، اور اس کے پہلے نمبر کے تمام مضامین متنوع، مفید اور بلند پایہ ہیں ـ اس کی ادارت ایسے باعذق ادیب کے ہاتھوں میں ہے کہ یقین ہے کہ آیندہ اس کا معیار بلند تر ہوتا جائے گا اب یہہ فرض اردو کے ہوا خواہوں کا ہے کہ وہ اس رسالہ کے خریدار بن کر اس کے مصارف کے بار سے کم از کم انجمن کو سبکدوش کردیں ـ

(معارف)

جنوری سنہ ۱۹۵۱ ع

---

## اردو ادب علیگڈھ

انجمن ترقی اردو ہند کی نئی تشکیل کے بعد اس کا سہ ماہی رسالہ "اردو ادب کے" نام سے زیر ادارت پروفیسر آل احمد سرور ایم-اے، جولائی سنہ ۱۹۵۰ع سے شائع ہونا شروع ہوا ـ جناب سرور صاحب نے اپنے افتاحیہ میں انجمن ترقی اردو ہند کی نئی تشکیل اس کے مقاصد "اردو ادب" کو رسالہ اردو کے اعلی علمی و تحقیقی معیار کے برقرار رکھنے اور آپسے جدید ادبی ضروریات و میلانات سے ہم آھنگ کرنے کا نہایت عمدگی سے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جو لوگ ہندوستان میں اردو کے مستقبل سے مایوس ہوچکے ہیں انہیں فوراً سمجھہ لینا چاہئے کہ صدیوں کے تہذیبی سرمائے اور ادبی خزانے عارضی جنون و تعصب سے برباد نہیں ہوسکتے ـ یہ چند قوانین کے نافذ کرنے یا ارباب سیاست کی مصلحت اندیشیوں سے وہ زبان جو عوام کے دلوں اور زبانوں پر چڑھ چکی ہے مٹائی جاسکتی ہے مگر اس کے لئے شرط یہہ ہے کہ ہم اپنی ادبی کوششوں کو جاری رکھیں تاکہ رفتہ رفتہ اردو کو اپنے وطن میں پھر مقبولیت حاصل ہوجائے ـ

ہمیں "اردو ادب کا" آغاز نہایت شاندار نظر آتا ہے خدا کرے یہہ اپنے مقاصد میں بوجہ احسن کامیاب ہو اور ملک و قوم کی ادبی سیوا کا فخر حاصل کرے ـ اے کاش اردو ادب میں حصۂ نظم کو بھی جگہ دی جاتی ـ سالانہ چندہ صرف دس روپے ہے اور فی پرچہ دو روپے آٹھہ آنے ـ

شائقین اصحاب مہتمم انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڈھ یو-پی سے خط و کتابت کریں ـ

راقم "حکمت سنگھ"

(رہنمائے تعلیم)

---

## المختصر

یہہ اسم بامسمی رسالہ ـ فقہ شافعیہ پر ہے ـ جس کا یہہ دوسرا اڈیشن ہے مولوی احمد اللہ صاحب المخاطب بہ احمد بیگ نے "غایتہ الاختصار" کا نہایت خوبی سے ترجمہ کیا ہے ـ فی الحقیقت اردو داں طبقہ کو فقہ شافعیہ کے بارے میں کم معلومات تھی ـ موصوف نے اس رسالہ کو لکھکر بہت بڑی کمی کو پورا کرکے اردو داں طبقہ پر احسان کیا ہے ـ

کتابت اور طباعت رسالہ پر کافی توجہ کی گئی ہے ـ قیمت رسالہ ۸ آنہ ـ

ملنے کا پتہ :- احمد بیگ، سوماجی گوڑہ، حیدرآباد (دکن) ـ

یا کتب خانہ سعیدیہ، ترپ بازار ـ حیدرآباد (دکن) ـ

الف ـ ح ـ ف

---

## ماہنامہ "الحج"

یہہ ماہانہ رسالہ "الحج" مکہ مدینہ سے ہر قمری مہینہ کی پہلی تاریخ کو شایع ہوتا ہے جس میں بلند پایہ علمی، ادبی، مذہبی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی مضامین اور مقالوں کے علاوہ سررشتہ جات سرکاری کے ضروری اعلانات اور مقامی و بیرونی ضروری اور مفید خبروں کے خلاصہ جات بھی ہوتے ہیں ـ

زیر نظر رسالہ چوتھے سال کا چوتھا شمارہ ہے چونکہ یہہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۹ ہجری کا پرچہ ہے اس لئے خصوصیت سے حج اور حاجیوں کے متعلق مفید اور ضروری معلومات و ہدایات بھی ہیں ـ

رسالہ کا کاغذ اور اس کی طباعت نہایت اعلی ہے ـ

فی الحقیقت رسالہ معلومات کا کشکول ہے
چندہ سالانہ :-
(۱) اندرون ملک ۲۲ ریال -
(۲) بیرون ملک (تقریباً ۱۲ روپیہ) یا ایک پاونڈ مصری -

الف - ح - ف

---

## "رسالہ ارکان اسلام"

اس (۴۸) صفحات کے مختصر رسالہ میں پانچوں ارکان اسلام کو مصنف نے پہلے اجمالاً اس کے بعد تفصیلاً بیان کیا ہے - اس کے ساتھ ہی مختصر طور پر "اسوۂ حسنہ" بھی لکھدیے ہیں، نماز اور روزہ کے مسائل کو بیان کرتے ہوئے "دعاہائے ماثورہ" اور خطبات جمعہ و عیدین بھی مع اردو ترجمہ کے لکھہ دئے ہیں مبتدیوں کے لئے کتاب ابتدائی اور ضروری مذہبی و دینی معلومات کے لئے مفید ہے - طباعت اور کاغذ میں مصنف نے خاص اہتمام کیا ہے - (قیمت ۸ آنہ)

ملنے کا پتہ :-
ہندوستان بک ڈپو نمبر ۲۵/۰ ویلسلی اسٹریٹ کلکتہ

الف - ح - ف

---

## تاریخ خاندان زبیری کنبوی

جلد اول "مولفہ جناب حسین احمد صاحب زبیری کنبوی مارہروی ثم میرٹھی" :-

یہہ کافی ضخیم کتاب ہے - جس کے کل صفحات (۲۰۸) ہیں - زبیری صاحب نے جس مقصد اور جذبہ کے تحت یہہ کتاب لکھی ہے وہ یہہ ثابت کرنا ہے کہ یہہ گھرانا ہندی الاصل نہیں ہے بلکہ عربی النسل ہے - مصنف نے کافی کاوش کرکے "کنبوہ" اور "کنبو" کے فرق کو بتایا ہے - آن ہندو گھرانوں کی بھی تفصیل لکھی ہے جو "کنبوہ" کے نام سے پکارے جاتے ہیں - لیکن پھر بھی "کنبوہ" یا "کنبو" کی وجہ تسمیہ کا مسئلہ تشنہ ہی رہا -

مولف کو دوسرے مولفین کی غلط بیانیوں کے تردید میں اتنا وقت اور کاغذ ضایع نہیں کرنا چاہئے تھا - تاہم کتاب کافی دلچسپ اور قابل مطالعہ ہے، مولف کی یہہ کتاب ان لوگوں کے لئے جنہیں اس موضوع سے دلچسپی ہے یقیناً دلچسپ ثابت ہوگی -

کتاب کی طباعت اور کتابت پر مزید توجہ کی ضرورت تھی - کتاب کے ملنے کا ایک پتہ یہہ بھی ہے، مولوی محمد زبیر صاحب - بدرباغ سول لائن فرحت منزل علی گڈھ - قیمت غیر مجلد دس روپے -

الف - ح - ف




## ہماری زبان

انجمن کا پندرہ روزہ اخبار جس میں ملک میں اُردو زبان کی ترقی کی تحریک اور انجمن اور اُس کی شاخوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔ اس اخبار کے اجرا کا مقصد چونکہ صرف انجمن کے مقاصد کی اشاعت ہے اس لئے قیمت برائے نام دو روپیہ سالانہ مقرر کی گئی ہے۔

## اُردو ادب

انجمن کے سہ ماہی رسالہ کا نیا سلسلہ جو انجمن کے نئے دور کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ مضامین کا معیار وہی ہے جو تھا اور اُس کو اور بھی بلند کیا جا رہا ہے۔ رسالہ میں لکھنے والے اُردو کے وہ ممتاز ادیب ہیں جن کا مقام علم و ادب کی دنیا میں مسلم ہے۔
چندہ سالانہ دس روپیہ۔
ایک نمبر کی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ

۱۔ **پرچھائیں** آصف علی صاحب گورنر اڈیسہ کے قلم کا ایک ادبی شاہکار۔ فلسفہ حیات اور اُس کے حقایق شاعرانہ تخیل کے پردے میں۔
اعلیٰ قسم کے کاغذ پر، بہترین ٹائپ کی طباعت۔ قیمت چار روپیہ

۲۔ **مشترکہ زبان** "راشٹر بھاشا" کے سوال پر جو کچھ مہاتما گاندھی نے کہا اور لکھا، وہ سب ان اوراق میں جمع کر کے پیش کیا گیا ہے۔
ٹائپ کی اعلیٰ طباعت مرتبہ انجمن ترقی اردو۔ قیمت چار روپیہ آٹھ آنے

۳۔ **یادگارِ حالی** بیگم صالحہ عابد حسین کی مرتب کی ہوئی سوانح عمری جس میں حالی کی سیرت اور ان کی شاعری کے بہت دلچسپ پہلو واضح کئے گئے ہیں۔
قیمت چار روپیہ چار آنے

۴۔ **حیات سرسیّد** مرتبہ مولوی نور الرحمن صاحب۔ سرسید کی زندگی پر ایک مختصر مگر جامع تبصرہ۔ قیمت تین روپیہ آٹھ آنے۔

## عنقریب شایع ہونے والی کتابیں

**حیات اجمل**۔ حکیم اجمل خاں مرحوم کی سوانح حیات جسے قاضی عبد الغفار نے مرتب کیا ہے۔
**مذہب اور دھرم**۔ انسان کی مذہبی اور اخلاقی زندگی کے متعلق مہاتما گاندھی کے نظریات اور عقاید کا ایک صحیح خاکہ اُن ہی کے الفاظ میں
**ایک مشرقی کتب خانہ**۔ ترجمہ از مبارز الدین رفعت صاحب
**اسلامی فن تعمیر**
**نفسیات افراد**۔ مقصود ولی الرحمن صاحب
**کچھ زر کی بابت**۔ ابو سالم صاحب ایم۔ اے
**فلاسفی پر ہاکنگ کی کتاب کا ترجمہ**۔ از خان بہادر ظفر حسین خاں صاحب
**مضامین پنڈت کشن پرشاد کول صاحب**۔

با ہتمام عزیز حسین منیجر مسلم یونیورسٹی پریس علی گڈھ چھپا اور قاضی عبد الغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو علی گڈھ سے شائع کیا۔